صدائے ممبر ومحراب

اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا محمد یونس
خطیب جامعہ سلفیہ

اللہ رب العزت قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاخر وذکر اللہ کثیرا (الاحزاب۔آیت نمبر 21)

کائنات میں بسنے والے ہر طبقے کے لوگوں کیلئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں' بہترین نمونہ ہے۔لیکن یہ اسوہ حسنہ' یہ بہترین نمونہ صرف ان لوگوں کیلئے نمونہ ہے جو اپنے خالق ومالک پر مکمل یقین رکھتے ہیں۔اور قیامت کے دن کی جواب دہی کا انہیں خوف رہتا ہے۔اور وہ کثرت سے ذکر الٰہی کرتے ہیں جس کے اندر یہ تین اوصاف پیدا ہوں گے اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔اس کائنات میں بے شمار معلمین اخلاق پیدا ہوئے' تربیت کرنے والے ولی آئے' انبیاء آئے' بے شمار رسول بھی آئے' اور ہر ایک نے رہنمائی کیلئے اخلاقی تعلیم دی' ہدایات دیں' لیکن کسی معلم اخلاق' کسی مربی کا عملی نمونہ انسانی تاریخ نے محفوظ نہیں کیا۔ان کی اخلاقی تعلیم کو تو محفوظ کیا' ان کی ہدایات اور تعلیمات کی تو حفاظت کی' لیکن کسی بھی مربی' کسی بھی معلم اخلاق کی عملی زندگی کو کسی بھی تاریخ نے اپنے اندر محفوظ نہیں کیا۔اگر یہ اعزاز حاصل ہوا تو صرف اسلام کو ہماری امت کو' ہمارے دین کو' ہماری شریعت کو حاصل ہوا۔

تاریخ نے اللہ کے آخری نبی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر پہلو کو محفوظ کر کے آنے والے انسانوں تک پہنچایا۔تاریخ نے اللہ کے آخری نبی کی تعلیمات کو محفوظ کرنے کیساتھ ساتھ ان کی ہدایات اور ان کی عملی زندگی کا ایک ایک پہلو محفوظ کیا جو آج تک انسانوں کی فلاح وہدایت کیلئے آپ کی زندگی بطور نمونہ پیش کی جاتی ہے۔اور قیامت تک یہ اسوہ حسنہ بطور ہدایت اور رہنمائی لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا رہے گا۔آپ کی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے جو تاریخ وسیرت اور کتب احادیث نے اس کو محفوظ نہ کیا ہو۔اسی بناء پر رب ذوالجلال نے انسانوں کے ہر طبقے سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارے

لیے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نمونہ ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ (الاحزاب۔21)

کوئی تاجر ہو زمیندار ہو حکمران ہو سیاستدان ہو منصب عدالت کی کرسی پر فائز ہو سب کے لیے رحمت کائنات کی زندگی میں اسوہ موجود ہے آپ کی زندگی ہر لحاظ سے اپنے اندر جامعیت رکھتی ہے اس نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے اندر جمع کیا ہوا ہے۔ ہر انسان کیلئے ہر طبقے کیلئے آپ کی زندگی میں اسوہ موجود ہے۔ آپ کے اسوہ حسنہ کو صحابہ کرام نے اپنی زندگی پر نافذ کر کے اہل کائنات کو دکھا دیا کہ اللہ کے رسول کی زندگی کا ہر لمحہ ہر پہلو وہ گھر کے اندر ہو یا گھر سے باہر ہو سیاست کا میدان ہو حکمرانی کا میدان ہو جہاد کا میدان ہو تجارت کا میدان ہو ہر میدان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لیے اسوہ حسنہ ہے۔ اور صحابہ کرام نے آپ کی زندگی کا ایک ایک عمل محفوظ کیا خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے۔ آپ نے کس نماز میں جہری قرات کی کس نماز میں کونسی سورت پڑھی نماز کے بعد کونسے اذکار کیے کن کن اوقات میں نوافل پڑھے کن کن ایام میں نفلی روزے رکھے۔ صحابہ کرام نے آپ کے ہر ہر عمل کو محفوظ کر کے اگلی آنے والی نسلوں تک پہنچا دیا۔ اور بتا دیا کہ دین وہی ہے جسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرامین کیساتھ اپنے عمل کے ساتھ اپنے اسوہ کے ساتھ ہم تک پہنچایا۔

اس کے علاوہ کوئی اور چیز دین نہیں ہے خوشی کا انداز ہو غمی کا موقع ہو رحمت کائنات نے اپنے اسوہ سے ہمیں بتا دیا کہ خوشی کے موقع پر خوشی کا اظہار کیسے کرنا ہے۔ غمی کے موقع پر غمی کا اظہار کیسے کرنا ہے۔ اور دین کی تکمیل کر کے امت کو یہ بتا دیا کہ دین صرف وہی ہے جو میں نے تم تک پہنچا دیا۔ اس کے سوا کوئی اور چیز دین کا نام اختیار نہیں کر سکتی۔ کسی اور چیز کو دین کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ دین وہی ہے جو اللہ کے احکامات اور اس کے کلام کی صورت میں اور میں نے اپنے اسوہ اور فرامین کی صورت میں تم تک پہنچا دیا۔ اس کے سوا کسی چیز کا نام دین نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو دین کا نام دے تو یہ اس کی دین میں دخل اندازی ہوگی۔ اور دین میں دخل اندازی کرنے والوں کو حوض کوثر سے دور کر دیا جائے گا۔ جہاں امت محمدیہ حوض کوثر سے سیراب ہوگی وہاں ایسے دخل اندازی کرنے والے لوگوں کو حوض کوثر سے محروم کر دیا جائے گا۔

جو دین میں دخل اندازی کرینگے۔ ایسے کام دین میں داخل کریں گے جن کو نہ اللہ اور نہ اللہ کے رسول نے دین میں داخل کیا اور نہ صحابہ نے اپنے عمل سے یہ بتایا کہ یہ دین کا حصہ ہے انسانیت کی

فلاح' انسانیت کی کامیابی صرف اسی میں ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کو اپنے اوپر نافذ کریں۔ اس لیے کہ ہماری زندگی کے ہر لمحے کیلئے' ہر پہلو کیلئے ہر مقام کیلئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہترین تعلیمات دی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کی زندگی کو ہمارے لیے ایک بہترین نمونہ بھی قرار دیا ہے۔ ہماری زندگی کا کوئی لحہ ایسا نہیں ہے جس میں ہمارے لیے اسوہ اور نمونہ موجود نہ ہو۔ آپ کا بچپن ہو' یا جوانی اس میں ہمارے لیے نمونہ ہے۔ آپ کی زندگی ایک ایسی مثالی زندگی تھی جسے آپ نے بطور دلیل اہل مکہ کے سامنے پیش کیا کہ اے لوگو میں کوئی نہیں بات لیکر نہیں آیا۔ تم میرا ماضی جانتے ہو۔ میری زندگی تمہارے سامنے ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کیسے اپنی زندگی تمہارے سامنے گزاری ہے۔ میں نے تو دنیا کے معاملات میں کبھی جھوٹ نہیں بولا' آج اللہ کے بارہ میں جھوٹ کیسے بول سکتا ہوں۔ اور یہی بات قیصر روم نے جان لی تھی۔ جب قیصر روم کے پاس رحمت کائنات نے اپنی دعوت پہنچائی تو روم کے بادشاہ نے دعوت اسلام پہنچنے کے بعد کہا کہ کیا مکہ کا کوئی باشندہ یہاں موجود ہے تو اس وقت قریش کا ایک قافلہ سرزمین روم میں موجود تھا۔ جس کا لیڈر ابوسفیان تھا۔ قیصر روم اس قافلے کو بلاتا ہے اور ابوسفیان سے بے شمار سوال کرتا ہے۔ ان سوالات میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ یہ شخص جو نبوت کا دعویدار ہے اس نے کبھی جھوٹ بولا ہے۔ ابوسفیان صاف پکار اٹھتا ہے کہ نہیں آج تک اس نے ایک بھی جھوٹ نہیں بولا تو شاہ روم کہتا ہے کہ وہ شخص جو دنیاوی معاملات میں جھوٹ نہ بولتا ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ کہ وہ اللہ کے معاملہ میں جھوٹ بولے' کہ اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے۔ مجھے وحی دیکر' پیغام دیکر بھیجا ہے' جو شخص دنیاوی معاملہ میں جھوٹ نہیں بول سکتا وہ کبھی بھی اپنے خالق کے معاملہ میں جھوٹ نہیں بول سکتا۔ شاہ روم یہ حقیقت جان گیا کہ جو دنیا کے معاملہ میں جھوٹ نہیں بولتا وہ دین کے معاملہ میں' اللہ کے معاملہ میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے۔ اور آپ کا ماضی' آپ کی جوانی اس بات پر شاہد ہے کہ وہ مکہ جس میں گناہ اور جرائم عام تھے۔ شراب خانے عام تھے' جوا اور گناہ کی دعوت عام تھی۔ ہر قسم کی بے حیائی اور فحاشی عام تھی' رقص وسرود کی محفلیں عام تھیں ایسے حالات میں قریش کا ایک فرد اٹھے اور ہر قسم کے شراب خانے' جوا خانے سے' ہر قسم کی بے حیائی سے اپنے دامن کو بچالے۔ یہ اس کی زندگی کی پاکدامنی اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا شخص کبھی اللہ پر جھوٹ نہیں باندھ سکتا۔

اور پھر اہل مکہ اپنی زبانوں سے صادق اور امین کا لقب دے چکے تھے کہ یہ شخص ہمارے تجربے

کیمطابق صادق بھی ہے امین بھی ہے۔ ایسا امین کہ گھر سے باہر لوگ اس پر ظلم ڈھائیں۔ اس پر ایمان لانے والوں پر طرح طرح کے ظلم ڈھائیں۔لیکن امانت کی حفاظت کیلئے اس کے سوا انہیں کوئی اور نظر نہ آئے اور امین ایسا کہ جب اپنے ہی شہر والوں کے مظالم سے تنگ آ کر شہر چھوڑ رہا ہے تو تب بھی جذبہ انتقام سے مغلوب ہو کر ان کی امانتوں کو دباتا نہیں ہے۔ بلکہ جب رات کی تاریکی میں اپنے گھر کو چھوڑ رہا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ کی امانتیں سونپتا ہے۔ کہ اے علی میرے دشمنوں کی میرے مخالفین کی امانتیں میرے پاس ہیں۔تم ان کی امانتیں واپس کر کے مدینہ چلے آنا۔ یہ تھی امانت و دیانت جس کی گواہی آپ کے دشمن بھی دیتے ہیں۔ ایمان نہیں لائے تھے لیکن آپ کو صادق اور امین ضرور مانتے تھے۔ آپ نے اپنا بچپن اپنی جوانی اس طرح پیش کی کہ کہا کہ تم میری ماضی پر میری زندگی پر ایک دھبہ بھی دیکھا دو کہ میں نے کوئی جرم کیا ہو بددیانتی کی ہو وعدہ خلافی کی ہو جھوٹ بولا ہو فحاشی کا ارتکاب کیا ہو کوئی ایک دھبہ دیکھا دو پھر تم بے شک میری دعوت کو ٹھکرا دینا۔لیکن اگر میرا ماضی میری زندگی صاف اور شفاف ہے اس پر ایک دھبہ بھی نہیں ہے۔تو آج جب میں اپنے خالق و مالک کا پیغام تم تک پہنچا رہا ہوں تو کیسے جھوٹ بول سکتا ہوں۔ اور پھر آپ نے اس پیش کش کو ٹھکرا کر یہ ثابت کر دیا کہ میں مال نہیں چاہتا' میں اقتدار نہیں چاہتا' میں کوئی اور چیز نہیں چاہتا' میں صرف اور صرف انسانیت کی بھلائی چاہتا ہوں۔ یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کے بندے جہنم سے بچ جائیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کے بندے صرف اور صرف ایک اللہ کے غلام بن جائیں۔ مجھے نہ دولت چاہیے نہ اقتدار چاہیے۔اور جب قریش مکہ نے آپ کو یہ پیش کش کی کہ تم اس دعوت کے نتیجے میں کیا چاہتے ہو؟ بتاؤ تمہیں کتنا مال چاہیے؟ ہم اتنی دولت آپ کے قدموں میں ڈھیر کر دیتے ہیں۔اگر تم اقتدار چاہتے ہو بادشاہت چاہتے ہو ہم سب آپ کو اپنا بادشاہ ماننے کو تیار ہیں

اگر تمہیں کوئی حسین و جمیل عورت چاہیے تو ہم سارے عرب کی عورتیں تمہارے سامنے پیش کر دیتے ہیں۔ بتاؤ تم چاہتے کیا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام پیشکشوں کو ٹھکرا کر یہ بتا دیا کہ آپ نہ مال چاہتے ہیں نہ دولت چاہتے ہین نہ آپ دنیا کا اقتدار چاہتے ہیں اور نہ ہی دنیا کی چوہدراہٹ مطلوب ہے میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ اللہ کے بندے سب کو چھوڑ کر صرف اور صرف ایک اللہ کے سامنے اپنی پیشانی کو جھکائیں انسانوں کی غلامی کو چھوڑ کر ایک اللہ کی غلامی کو اختیار کر لیں۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔

پھر اس کیلئے تکالیف برداشت کی' مصائب اٹھائے' زخمی بھی ہوئے ہر قسم کا نقصان بھی برداشت کیا لیکن اس دین کی دعوت کو نہیں چھوڑا ہر قسم کی پیشکش کو ٹھکرا دیا' اپنا وطن چھوڑنا گوارا کر لیا' اپنا خاندان چھوڑ دیا لیکن دعوت دین کو نہیں چھوڑا۔ اور اپنے اسوہ سے لوگوں کو یہ بتا دیا کہ اے لوگو اس دین کو اپنے سینوں سے لگا لو' تم پر جتنی بھی تکلیفیں آئیں' جتنے بھی مصائب کے پہاڑ ٹوٹیں چٹان کی طرح جم جاؤ' اللہ کے دین کیلئے ہر قسم کی تکالیف برداشت کیں جا سکتی ہیں' لیکن دین اسلام کو نہیں چھوڑا جا سکتا' آپ نے اپنے اسوہ سے لوگوں کو یہ تعلیم دی اور پھر آپ کے اسوہ میں ہر انسان' ہر طبقہ اور ہر فرد کیلئے ایک بہترین نمونہ موجود ہے۔

کوئی حکمران ہو' سیاستدان ہو یا کسی بھی منصب پر فائز ہو اگر وہ اپنی زندگی میں کسی کو نمونہ بنانا چاہتا ہے' کوئی آئیڈیل اسے مقصود ہے تو اللہ کے رسول کی زندگی میں اس کیلئے بہترین اسوہ اور نمونہ ہے' بہترین آئیڈیل ہے۔ رحمت کائنات نے اپنے اسوہ کیساتھ جج حضرات کو بتا دیا۔

لو ان فاطمة بنت محمد سرقت لقطعت يدها (صحیح بخاری کتاب احادیث الانبیاء)

کہ دنیا کی عدالت کی کرسی پر بیٹھ کر انصاف کا علم بلند کرنے والو! میں اللہ کا رسول ہوں' میری ہر بات شریعت ہے' میری زبان سے نکلنے والی ہر بات قانون کی حیثیت رکھتی ہے۔ میرے سوا اس پوری کائنات میں قیامت تک کوئی شخص نہیں آ سکتا جس کی ہر بات قانون اور شریعت کا مقام رکھتی ہو' صرف میں ایک ایسا شخص ہوں جس کی ہر بات شریعت اور قانون بن سکتی ہے۔

لیکن اگر میری بیٹی بھی چوری جیسا جرم کرے تو میں اپنی بیٹی کا ہاتھ بھی کاٹ دونگا۔ اسوہ پیش کر دیا حکمرانوں کیلئے وزراء اور جج حضرات کے لئے کہ قانون قانون ہوتا ہے۔ کسی شخص کی زبان' قانون نہیں بن سکتی اگر تم اللہ کے دیے ہوئے ضابطے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر ایک فرد کی زبان کو قانون کا درجہ دیکر عدل وانصاف کی دھجیاں بکھیرو گے تو پھر تمہارا انجام جہنم کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ جو شخص بھی قانون کی کرسی پر بیٹھتا ہے اس پر فرض ہے کہ وہ اللہ کے قانون کو' اللہ کے فرامین اور اس کے رسول کے اسوہ کو سامنے رکھے اور لوگوں تک انصاف پہنچائے یہ نہیں کہ ایک فرد کی خاطر پورے آئین کو معطل کر دیا جائے کہ غاصب کو لگام دینے کی بجائے اس کے ظلم کو جواز کا لبادہ پہنا دیا جائے اگر کوئی بڑا قانون کی زد میں آئے تو اس کی خاطر قانون کو موم کی ناک بنا دیا جائے۔ اور یہ سب کچھ قاضی اور جج کے

ہاتھ سے ہو اس سے بڑا ظلم اور کیا ہوگا۔

رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوہ سے بتادیا کہ عدل وانصاف کیا ہوتا ہے عدل کی زد میں اگر بیٹی بھی آتی ہے تو کوئی پروانہیں، خاندان کا فرد متاثر ہوتا ہے تو کوئی پروانہیں عدل کو قائم کرنا ہر مسلمان کا فریضہ ہے آپ نے ایک تاجر ہونے کی حیثیت سے ایسا اسوہ پیش کیا کہ لوگ رشک کیا کرتے تھے اور لوگ خواہش کیا کرتے تھے کہ میرا مال یہ تاجر لیکر جائے جو امین بھی ہے صادق بھی ہے۔ اور اس کی امانت وصداقت کیوجہ سے کوئی بھی اس کے ساتھ سودا کرنے سے نہیں گھبراتا تھا بلکہ خواہش رکھتا تھا کہ صادق وامین کیساتھ تجارت کروں، پھر رحمت کائنات عملی زندگی میں تاجر بنے تو اس حقیقت کو آشکار کر دیا

التاجر الصدوق الامین مع النبیین و الصدیقین و الصالحین (جامع الترمذی۔ ابواب البیوع)

کہ وہ تاجر جو امانتدار ہے، تجارت میں سچ بولنے والا ہے، تجارت میں صداقت سے کام لینے والا ہے قیامت کے دن یہ انبیاء کے ساتھ ہوگا اور صدیقین کیساتھ ہوگا، صالحین کے ساتھ ہوگا، ایک تاجر کیلئے اپنی زندگی کا اسوہ پیش کیا، ہدایات بھی دیں اور تعلیمات بھی دیں ایک فاتح کی حیثیت سے اپنی امت کو بتادیا کہ ایک مسلمان فاتح کا انداز کس طرح کا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ جذبہ انتقام میں فتح کے بعد مفتوحین کا خون بہائے، خون ریزی کرے، نہیں بلکہ ایک مسلمان فاتح کی حیثیت سے اس کا حق یہ ہے کہ وہ اعلان کردے کہ **لاتثریب علیکم الیوم**

کہ تم ظالم تھے تم نے ظلم کیا۔ تم نے ہمارے ساتھیوں کا خون بہایا، ان کو ظلم کی چکی میں پیسا، انہیں تپتی ہوئی ریت پر لٹایا اور جلتے ہوئے اور تپتے سورج کے سامنے ان کو کھڑا کر دیا۔ تم نے جلتے ہوئے انگاروں پر ان کو لٹایا، ہمیں سب کچھ یاد ہے لیکن ایک مسلمان ہونے کے ناطے یہ اعلان ہے کہ **لا تثریب علیکم الیوم** یہ نہیں کہ اپنے مخالف کو میدان سے باہر کرنے کے لیے ہر قسم کی جستجو کرتا ہے کوشش کرتا ہے، آئین میں تبدیلی کرتا ہے، دستور میں ردو بدل کرتا ہے۔ ایسے ضابطے بناتا ہے کہ اس کے مخالفین میدان سے باہر ہو جاتے ہیں اس لیے اگر کوئی فاتح بھی ہے تو وہ اپنے مخالف کی ہر مخالفت کو اپنے دشمن کی ہر دشمنی کو نظرانداز کرتے ہوئے **لا تثریب علیکم الیوم** کا اعلان کرے

اور پھر آپ نے اپنے اسوہ کیساتھ حکمرانوں کو، اقتدار میں رہنے والوں کو یہ درس دیا کہ ایک

مسلمان حکمران کس طرح حکمرانی کرتا ہے۔ کس انداز میں زندگی بسر کرتا ہے۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے' عیسائی تھے اور مشہور سردار حاتم طائی کے بیٹے تھے' مدینہ میں آتے ہیں' رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے انداز زندگی کو دیکھتے ہیں' پریشان ہو جاتے ہیں کہ یہ شخص بادشاہ ہے یا کچھ اور صحابہ کرام کی عقیدت' ادب واحترام' اطاعت اور اتباع کے جذبات کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں کہ آپ کس قسم کے بادشاہ ہیں اسی دوران ایک عورت آتی ہے' ایک لونڈی آتی ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کرنا چاہتی ہے اللہ کے رسول اٹھتے ہیں اور اس کی بات سنتے ہیں جو اس کا کام تھا پورا کرتے ہیں تو عدی بن حاتم بے اختیار پکار اٹھتے ہیں کہ یہ شخص بادشاہ نہیں ہے یہ اللہ کا سچا نبی ہے کہ جس میں اس قدر عاجزی انکساری تواضع ہے کہ ایک عام عورت کے ساتھ گفتگو کرتا ہے' اس کی بات سنتا ہے' اس کی شکایات دور کرتا ہے یہ نبی ہے بادشاہوں کے انداز ایسے نہیں ہوتے حضرت عمر فاروق رضی اللہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے ہیں دیکھتے ہیں کہ ہر جانب فتوحات ہو رہی تھیں مال غنیمت کے انبار لگے ہوئے ہیں غنیمت کا مال کثرت سے آ رہا ہے' سید کائنات سید ولد آدم کے کمرے کا جائزہ لیتے ہیں کہ ایک ، ، تلو جو پڑے ہوئے ہیں ایک خشک مشکیزہ لٹکا ہوا ہے کوئی چارپائی نہیں ہے نہ کوئی تکیہ ہے اور نہ کوئی بستر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے ہیں۔ رحمت کائنات پوچھتے ہیں کہ اے عمر کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو' عمر فاروق بتاتے ہیں اے اللہ کے رسول قیصر وکسریٰ جو دنیا کے بادشاہ ہیں وہ ہر قسم کی عیاشی کرتے ہیں۔ انہیں دنیا کا ہر قسم کا آرام وسکون اور راحت کا سامان مہیا ہے اور آپ اللہ کے سچے نبی ہیں لیکن آپ کی زندگی کا یہ حال ہے کہ گھر میں بستر نہیں ہے' چارپائی نہیں ہے گھر میں کھانے کا وافر سامان نہیں ہے۔ جبکہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اے عمر کیا آپ کو یہ بات پسند نہیں کہ قیصر وکسریٰ دنیا کی عیش وعشرت حاصل کر لیں اور ہم ان کے مقابلے میں آخرت کی دائمی زندگی وراحت حاصل کر لیں۔ کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ ہم دنیا کی تکالیف برداشت کرتے ہوئے آخرت کی دائمی نعمتوں کو حاصل کریں۔

تجھے آخرت کی وہ دائمی نعمتیں پسند ہیں یا دنیا کی عارضی زندگی اور عیش وعشرت' یہ نعمتیں رب ذو ... دینے کے بعد جب چاہے چھین سکتا ہے لیکن وہ آخرت کی نعمتیں جو رب ذوالجلال انعام کرنے ... بعد کبھی واپس نہیں لے گا۔ اس لیے ہم نے اس دنیا کی راحتوں پر آخرت کی راحتوں کو ترجیح دی ہے

ہمیں آخرت پسند ہے ہم آخرت کیلئے محنت کرتے ہیں دنیا کیلئے نہیں۔ آپ نے اس انداز میں بتادیا کہ مسلمان حکمران ایسا نہیں ہوتا کہ اپنی راحت کیلئے' اپنے سکون کیلئے غریب عوام پر بار بار ٹیکس لگائے انہیں ظلم کی چکی میں پیستا چلا جائے مسلمان حکمران اپنی عیاشی کیلئے اپنے حواریوں کی عیاشی کیلئے مال نہیں سمیٹتا' اپنے خزانے نہیں بھرتا مسلمان حاکم ایسا نہیں ہوتا کہ ان کی رعایا بھوکی رہے' ان کے بچے بھوک سے بلکتے رہیں اور اسے ان کی کوئی پرواہ نہ ہو ایک مسمان حکمران ایسا نہیں ہوتا' بلکہ ایک اچھا حکمران اپنے عوام کیلئے' انہیں آرام وسکون مہیا کرنے کیلئے کوشش کرتا ہے' جدوجہد کرتا ہے کہ میرے عوام تکلیف میں نہ ہوں' رات کی تاریکی میں ایک مسلمان حکمران شہر میں گشت لگاتا ہے کہ کہیں کسی گھر میں کوئی تکلیف نہ ہو' کوئی بے چین نہ ہو' کہیں ظلم نہ ہو رہا ہو' کوئی بھوکا نہ سویا ہو' ایک مسلمان حکمران کا یہی انداز ہوتا ہے' اور رحمت کائنات نے اپنے اسوہ کیساتھ ہر طبقے کیلئے اسوہ پیش کر دیا کہ اس کائنات کا کوئی فرد وہ طبیب ہو' یا سیاستدان ہو' وہ باپ ہو یا بھائی ہو' سپہ سالار ہو یا فاتح ہو' کوئی بھی ایسا طبقہ موجود نہیں ہے' کوئی بھی ایسا پہلو موجود نہیں ہے کہ جس کے لیے اس میں اسوہ موجود نہ ہو' رہنمائی موجود نہ ہو' نمونہ موجود نہ ہو' انسانیت کی کامیابی صرف اسی چیز میں ہے کہ نوع انسانی آپ کے اسوہ کو' اور آپ کے طریقے کو اپنے اوپر نافذ کرے' جس طرح صحابہ کرام نے اللہ کے رسول کی زندگی کو اپنی زندگیوں پر نافذ کیا۔ ان کے اسوہ کو اختیار کیا۔ ان کو اپنا آئیڈیل بنایا اور پھر وہ صحابہ کرام ساری دنیا کے مالک بن گئے۔ ساری دنیا کے بادشاہ بن گئے' اقتدار ان کے قدموں میں آ گیا حکمرانی ان کے قدموں میں آ گئی۔

اور ایک فاتح اور ایک کامیاب قوم بن کر دنیا کے سامنے نمودار ہوئے اور جب تک مسلمانوں نے اس اسوہ حسنہ کو اپنے سینوں سے لگائے رکھا مسلمان ایک کامیاب قوم کے طور پر زندہ رہے۔ لیکن جوں جوں مسلمانوں نے اسوہ حسنہ سے دوری اختیار کی' دین میں نئی نئی بدعات داخل کرنا شروع کر دیں دین میں دخل اندازی شروع کر دی تب سے مسلمان تنزل کا شکار ہونا شروع ہو گئے اور آج مسلمان کثرت کے باوجود بھی بے شمار وسائل اور ذرائع کے مالک ہوتے ہوئے بھی ذلیل ورسوا ہیں۔ اس لئے کہ مسلمانوں نے اس اسوہ حسنہ کو اپنی زندگی سے نکال دیا جو اسوہ ہمارے لیے نجات کا ذریعہ تھا۔

اور اگر آج بھی مسلمان کامیابی چاہتے ہیں اپنا وقار دوبارہ قائم کرنا چاہتے ہیں ذلت سے نکلا چاہتے ہیں تو ایک ہی طریقہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنے اوپر نافذ کر لیں۔ جس طرح

رسول اللہ نے اپنے صحابہ پر اللہ کے دین کو نافذ کیا تھا

لیکن آج اگر ذلت کے دور میں امت محمدیہ آپ کے طریقہ آپ کے اسوہ پر نہ چلی اسوہ حسنہ کو اپنی زندگی کے اوپر نافذ نہ کیا تو پھر کامیابی ان کے مقدر میں نہیں ہوگی۔ ایک ہی ذریعہ ہے کامیابی حاصل کرنے کا کہ اللہ کے رسول کی زندگی کو بطور اسوہ اپنی زندگی پر نافذ کر لیجئے۔ خود معلوم کیجئے کہ باپ ہونے کے ناطے آپ کیسے اسوہ تھے۔ ایک تاجر ہونے کی حیثیت سے آپ کس طرح کا اسوہ تھے۔ آپ کی زندگی کے ہر پہلو کیلئے سیرت نبویہ میں اسوہ موجود ہے۔

یہ آپ کا کام ہے کہ علماء سے پوچھئے کہ فلاں کام کیلئے اسوہ حسنہ کیا ہے۔ فلاں چیز کیلئے اسوہ حسنہ کیا ہے فلاں چیز کیلئے آپ کا نمونہ کیا ہے یہ آپ کی ذمہ داری ہے اگر آپ اپنی زندگی پر اس اسوہ حسنہ کو نافذ کرلیں تو پھر یقین کر لیجئے کہ کامیابی عزت فتوحات آپ کے قدموں میں ہونگی لیکن اگر آپ نے اس اسوہ حسنہ کو ٹھکرا دیا تو پھر ہر قسم کی کامیابی آپ کو ٹھکرا دے گی۔

وما علینا الا البلاغ المبین

اعتزار

ہمیں یہ بخوبی احساس ہے کہ ''ترجمان الحدیث'' کے قارئین مجلّے کی عدم اشاعت پر بہت مضطرب اور پریشان ہوئے خطوط اور فون کے ذریعے استفسار کرتے رہے کہ مجلّہ ابھی تک ملا نہیں۔ آخر وجہ کیا ہے؟

ہم واضح الفاظ میں یہ صراحت کررہے ہیں کہ وسائل کی کمی مجلّے کی اشاعت میں رکاوٹ ہے۔ مہنگائی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ دینی جرائد کو جاری رکھنا ناممکن نظر آتا ہے ڈاک ٹکٹ یکمشت دوگنے ہوگئے کاغذات کی قیمت کا تعین بھی روز ہوتا ہے ایسی صورت میں اخراجات نے بجٹ کو بے حد متاثر کیا ہے جس کی وجہ سے پہلے اس کو بند کرنے کا فیصلہ کرلیا گیا تھا لیکن قارئین کے اصرار پر دوبارہ اس کا آغاز کیا جارہا ہے ہم تمام معاونین اور قارئین سے گذارش کریں گے کہ وہ مجلّے کی اشاعت میں بھرپور تعاون کریں یہ تبلیغ اسلام کا بہترین ذریعہ ہے نیز دعا بھی فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے (آمین)